کیا ''حی علی خیر العمل''
اذان کا جزء ہے؟؟
شیخ عبد الامیر سلطانی
مترجم علی قمر

فہرست

حرف اول
ترویج اذان: اهل سنت کی نظر میں
"حی علٰی خیر العمل" کے جزء اذان هونے کی دلیل
"حی علٰی خیر العمل " کے جزء اذان هونے کے سلسلہ میں علماء کے نظریات

کیا حی علیٰ خیر العمل اذان کا جزء هے؟

مؤلف : سلطانی، عبدالله الامیر
مترجم / مصحح : علی قمر
ناشر : مجمع جهانی اهل بیت (ع)
نشر کی جگہ : قم (ایران)
نشر کا سال : 2006
جلدوں کی تعداد : 1
صفحات : 96
سائز : رقعی
زبان : اردو

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار هوتا هے کائنات کی هر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب هوتی هے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے هیں اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتی هیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور هوجاتے هیں۔

چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع هوا، دنیا کی هر فرد اور هر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰی صل الله علیہ وآلہ وسلم غار حرا سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگهی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰهی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل،فطرت انسانی سے هم آهنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تها،اس لئے تیئیس برس کے مختصر سے عرصے میں هی اسلام کی عالم تاب شعاعیں هر طرف پهیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تهذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تهذیبی اصنام صرف جو دیکهنے میں اچهے لگتے هیں اگر حرکت و عمل سے عاری هوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکهتے هوں تو مذهب عقل و آگاهی سے رو برو هونے کی توانائی کهو دیتے هیں یهی وجہ هے کہ ایک چوتهائی صدی سے بهی کم مدت میں

اسلام نے تمام ادیان و مذاهب اور تهذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔
اگر چہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گران بها میراث کہ جس کی اهلبیت علیهم السلام اور ان کے پیروؤں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی هے، وقت کے هاتهوں خود فرندان اسلام کی بے توجهی اور ناقدری کے سبب ایك طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار هوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تهی، پهر بهی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اهل بیت علیهم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکها اور چوده سو سال کے عرصے میں بهت سے ایسے جلیل القدر علماء اور دانشور دنیائے اسلام کو پیش کئے جنهوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناهی کی هے اور هر دور اور هر زمانے میں هر قسم کے شکوك و شبهات کا ازالہ کیا هے،خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاهیں ایك بار پهر اسلام و قرآن اور مکتب اهل بیت علیهم السلام کی طرف اٹهی اور گڑی هوئی هیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذهبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بیتاب هیں،یہ زمانہ علمی و فکری مقابلے کا زمانہ هے اور جو مکتب بهی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بهتر طریقوں سے فائده اٹهاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تك پہنچائے گا، وه اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔
(عالمی اهل بیت (ع) کونسل) مجمع جهانی اهل بیت علیهم السلام نے بهی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت (ع) عصمت وطهارت کے پیروؤں کے درمیان هم فکری و یکجهتی کو فروغ دینا وقت کی ایك اهم ضرورت قرار دیتے هوئے اس راه میں قدم اٹهایا هے کہ اس نورانی تحریك میں حصہ لے کر بهتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجوده دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی هے زیاده سے زیاده عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب هوسکے،همیں یقین هے عقل و خرد پر استوار ماهرانہ انداز میں اگر اهل بیت (ع) عصمت و طهارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علم بردار خاندان نبوت (ص) و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تك پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کی دشمن، انانیت کی شکار، سامرا جی خوں خواروں کی نام نهاد تهذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جهالت سے تهکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا هے۔
هم اس راه میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار هیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنٰی خدمت گار تصور کرتے هیں،زیر نظر کتاب، مکتب اهل بیت علیهم السلام کی ترویج و اشاعت اسی سلسلے کی ایك کڑی هے، فاضل علّام آقای شیخ عبد الامیر سلطانی کی گرانقدر کتاب تفسیر کو فاضل جلیل مولانا علی قمر نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا هے جس کے لئے هم دونوں کے شکر گزار هیں اور مزید توفیقات کے آرزو مند هیں،اسی منزل میں هم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بهی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے هیں کہ جنهوں نے اس کتاب کے منظر عام تك آنے میں کسی بهی عنوان سے زحمت اٹهائی هے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنٰی جهاد رضائے مولٰی کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الکرام
مدیر امور ثقافت، مجمع جهانی اهل بیت علیهم السلام

انتساب
"کلمۂ حق کی سر بلندی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردینے والے ابوطالب علیہ السلام کے فرزند مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کے نام۔
عرصہ دراز سے مسلمانوں میں یہ اختلاف چلا آرها هے کہ "حی علی الفلاح" کے بعد "حی علی خیر العمل" اذان کا جز هے یا نہیں۔
اهل سنت کا نظریہ یہ هے کہ "حی علی خیر العمل" کا اذان میں ذکر کرنا صحیح نهیں هے۔ جب کہ ان میں سے بعض اس کو صرف مکروه جانتے هیں۔ ان کی دلیل یہ هے کہ یہ فقره نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نهیں هے (لهذا یہ اضافہ هوا) اور اذان میں اضافہ مکروه هے۔ 1اهل بیت علیهم السلام اور شیعیان اهل بیت (ع) کی نظر میں یہ جملہ اذان و اقامت کا جزء هے اور اس کے بغیر اذان و اقامت درست نهیں۔ اور یہ حکم (شیعوں کے مطابق) اجماعی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے، 2 اور کوئی بھی اس کا مخالف نظر نہیں آتا ... اپنے اس دعویٰ پر یہ لوگ اجماع سے استدلال کرتے ھیں اور بہت سی روایات کو بھی اپنے مدعا کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ھیں، مثلاً علی، محمد بن حنفیہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، ابی الربیع، زرارہ، فضیل بن یسار، محمد بن مھران نے امام محمد باقر علیہ السلام سے، آٹھویں امام علیہ السلام کی روایت فقہ الرضا، ابن سنان ، معلیٰ بن خنیس ابی الخصرمی، وکلیب الاسدی نے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابو بصیر نے پانچویں یا چھٹے امام علیہ السلام سے، محمد بن ابی عمیر نے ابوالحسن اور عکرمہ نے ابن عباس سے اس سلسلہ میں روایتیں نقل کی ھیں۔ 3

اس اختلاف کے پیش نظر ھمارے پاس اھل بیت علیھم السلام کے نظریہ کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ھے، اور اس سلسلہ میں ھماری دلیل صرف اجماعی ھی نہیں ھے بلکہ ھمارا مبنیٰ اھل بیت علیھم السلام، جو حدیث ثقلین اور آیۂ تطھیر کے مصداق ھیں، سے مروی روایتیں ھیں۔

اور اس کے علاوہ اور بہت سی دلیلیں ھیں جو اھل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ھیں۔

لیکن اس موضوع کی تفصیلات میں غور کرنے اور اس کے سلسلہ میں دلائل و شواھد پیش کرنے سے پہلے فریقین کے نزدیك اذان کی شرعی حیثیت کے بارے میں گفتگو کرنا ضروری ھے۔ کیونکہ یہ بحث، "حی علی خیر العمل" کے جزء اذان ھونے یا نہ ھونے کے مسئلہ سے بہت مربوط ھے جو ھمارا اصل موضوع ھے۔

اور اسی کے ضمن میں اس موضوع سے متعلق دوسرے بہت سے حقائق بھی روشن ھوجائیں گے۔

---

1. سنن بیھقی: 1/ 625 - البحر الرائق: 1/ 275، عن شرح المھذب
2. الانتصار، سید مرتضیٰ (رح) : 137
3. وسائل الشیعہ، جامع احادیث شیعہ، بحار الانوار و مستدرك الوسائل: باب اذان

ترویج اذان: اھل سنت کی نظر میں

1) ابو داؤود راوی ھیں کہ مجھ سے عباد بن موسیٰ ختلی اور زیاد بن ایوب نے روایت کی ھے (جب کہ ان دونوں میں سےعباد کی روایت زیادہ مکمل ھے)یہ دونوں کھتے ھیں کہ ھم سے ھشیم نےابو بشیر سے روایت نقل کی ھے کہ زیاد راوی ھیں کہ ھم سے ابو عمیر بن انس نے اور ان سے انصار کے ایك گروہ نے روایت کی ھے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فکر ھوئی کہ نماز کے وقت لوگوں کو کیسے جمع کیا جائے۔ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ نماز کے وقت ایك پرچم بلند کردیا جائے۔ جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو ایك دوسرے کو نماز کے لئے متوجہ کردیں گے۔ آپ کو یہ مشورہ پسند نہیں آیا۔ بعض صحابہ نے کھا کہ سنکھ بجایا جائے۔ آپ کو یہ بات بھی پسند نہیں آئی، اور فرمایا کہ یہ یھودیوں کا طریقۂ کار ھے۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا: گھنٹیاں بجائی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نصاریٰ کی روش ھے۔

اس کے بعد عبد اللہ بن زید (بن عبداللہ) اپنے گھر چلے گئے در حالیکہ ان کو وھی فکر لاحق تھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھی۔ پس ان کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی؟۔

راوی کھتا ھے کہ وہ اگلے دن صبح کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں خواب و بیداری کے عالم میں تھا کہ کوئی میرے پاس آیا اور مجھے اذان سکھائی۔ راوی کھتا ھے کہ عمر بن خطاب، ان سے پہلے خواب میں اذان دیکھ چکے تھے لیکن بیس دن تك انھوں نے کسی کو اس کی خبر نہیں کی، اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ تو کھنے لگے کہ عبد اللہ بن زید نے مجھ سے پہلے آپ کو بتا دیا لھذا مجھے ذکر کرنے میں شرم محسوس ھوئی۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! کھڑے ھوجاؤ اور جو تم سے عبد اللہ بن زید کھیں اس کو انجام دو۔ اس طرح بلال (رض)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نے اذان دی۔ ابو بشیر کہتے ھیں: مجھے ابو عمیر نے خبر دی ھے کہ انصار یہ گمان کرتے تھے کہ اس دن اگر عبد اللہ بن زید مریض نہ ھوتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں کو مؤذن بناتے۔
2) محمد بن منصور طوسی نے یعقوب سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے محمد بن اسحاق سے، انھوں نے محمد بن ابراھیم بن حارث تیمی سے، انھوں نے محمد بن عبداللہ بن زید بن عبداللہ سے روایت نقل کی ھے کہ مجھ سے عبداللہ بن زید نے کھا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقوس (گھنٹی) بجانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نماز کے وقت ناقوس بجایا کرو تاکہ لوگ جمع ھوجائیں تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ھاتھ میں ناقوس لئے ھوئے میرے گرد چکر لگا رھا ھے، میں نے اس سے کھا: اے بندۂ خدا! یہ ناقوس بیچتے ھو؟ اس نے کھا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کھا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے مطلع کروں گا۔ وہ کھنے لگا: کیا میں اس سے اچھی چیز بتاؤں؟ میں نے کھا: ھاں، بتاؤ۔ اس نے کھا کہ (نماز کے وقت لوگوں کو جمع کرنے کے لئے) یہ کلمات کھا کرو:
"اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان محمداً رسول اللہ، اشھد ان محمداً رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، "
راوی کھتا ھے کہ پھر وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ھوا اور کھا: جب نماز کے لئے کھڑے ھوجاؤ تو یہ کھو:
" اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان محمداً رسول اللہ، اشھد ان محمداً رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی الفلاح، قد قامت الصلاۃ، قد قامت الصلاۃ، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ۔ "
جب صبح ھوئی تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔
آپ (ص) نے فرمایا: "انشاء اللہ یہ خواب سچا ھے۔ بلال کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ خواب میں دیکھا ھے وہ ان کو سکھاؤ تاکہ وہ اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوش لحن ھیں۔" میں بلال کے ساتھ گیا، اور ان کو بتاتا گیا وہ اذان دیتے گئے۔ عمر بن خطاب اپنے گھر میں بیٹھے ھوئے تھے، جیسے ھی انھوں نے اس آواز کو سنا، دوڑے ھوئے آئے۔ وہ اتنی عجلت میں تھے کہ ان کی ردا زمین پر گھسٹ رھی تھی، وہ آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھا: "اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ھے، میں نے بھی یھی خواب دیکھا ھے، جو عبد اللہ بن زید نے دیکھا تھا۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فللّٰہ الحمد (تمام تعریفیں خدا سے مخصوص ھیں۔) 4
ھی روایت ابن ماجہ نے مندرجہ ذیل دو سندوں سے ذکر کی ھے۔
3) ھم سے ابو عبید محمد بن میمون مدنی نے، ان سے محمد بن سلمہ الحرانی نے، ان سے محمد بن ابراھیم تیمی نے، انھوں نے محمد بن عبداللہ بن زید سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے وقت لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ناقوس کے بارے میں حکم دینے کے لئے سوچ رھے تھے، اور اسی کی طرف مائل تھے کہ عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان سکھائی گئی...... الخ۔
4) ھم سے محمد بن خالد بن عبد اللہ واسطی نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبد الرحمان بن اسحاق نے، ان سے زھری نے، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے روایت کی ھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے "سنکھ" کی پیشکش کی۔ آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ کیو نکہ سنکھ یھودیوں سے مخصوص ھے۔ بعض نے "ناقوس" کا تذکرہ کیا۔ مگر ناقوس نصاریٰ کی روش ھونے کی وجہ سے آپ کو یہ مشورہ بھی مناسب نھیں لگا۔ اسی رات عمر بن خطاب اور انصار کے ایک شخص عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی۔
زھری کا بیان ھے کہ صبح کی اذان میں بلال نے "الصلاۃ خیر من النوم" کا اضافہ کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنی رضا مندی کا اظھار بھی فرما دیا۔
ترمذی نے یہ روایت مندرجہ ذیل سند کے ذریعہ نقل کی ھے:
5) ھم سے سعد بن یحییٰ بن سعید اموی نے، ان سے ان کے والد نے، انھوں نے محمد بن اسحاق سے، انھوں نے محمد بن حارث تیمی سے، انھوں نے محمد بن عبد اللہ بن زید سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ھے کہ جب صبح ھوئی تو ھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے، اور خواب کے بارے میں آپ سے بتایا...... الخ۔
6) ترمذی کھتے ھیں: اس حدیث کو ابراھیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے، زیادہ بھتر اور کامل طور پر نقل کیا ھے۔ اس کے بعد ترمذی کھتے ھیں: عبد اللہ ابن زید سے مراد ابن عبدر بہ ھیں، اور ھمارے نزدیک اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو بھی روایت نقل کی ھیں، ان میں سے صرف یھی ایک حدیث، جو اذان کے بارے میں ھے، صحیح ھے۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ روایتیں ہم نے "صحاح ستہ" اور بعض مخصوص "سبب صحاح" جیسے سنن دارمی یا دارقطنی، سے نقل کی ھیں، کیونکہ ان کتابوں کو جو اھمیت حاصل ھے وہ کسی دوسری سنن کو حاصل نہیں۔ مثلاً سنن دارمی یا دارقطنی یا وہ روایتیں جو ابن سعد نے اپنی طبقات یا بیھقی نے اپنی سنن میں نقل کی ھیں۔ ان کتابوں کی خاص اھمیت اور منزلت کی وجہ سے ھم نے ان کو دوسری مشھور سنن سے جدا رکھا ھے۔
اب ھم حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ان روایات کے بارے میں متن اور سند کے اعتبار سے گفتگو کریں گے، اس کے بعد اس سلسلہ کی باقی روایات کا تذکرہ کریں گے۔
ھمارے نزدیك یہ تمام روایات کئی وجھوں سے اپنے مدعا پر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

پھلی وجہ: ان روایات کا منصب رسالت سے سازگار نہ ھونا
خداوند عالم نے اپنے رسول کو مبعوث کیا تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز کو اس کے وقت میں قائم کریں اور اس کا لازمہ یہ ھے کہ خداوند عالم اس کو انجام دینے کی کیفیت سے بھی آگاہ کرے۔
لھٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سلسلہ میں بھت دنوں (یا ایك روایت کے مطابق بیس دن) تك حیران و پریشان رھنا کیا معنیٰ رکھتا ھے، کہ وہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے طریقے سے نا واقف ھوں جو ان کے کاندھوں پر آچکی ھے؟؟ اور اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ھر کس و ناکس سے مدد مانگتے پھریں۔ جب کہ نص قرآنی (کان فضل اللہ علیك عظیماً) 5 کے مطابق سب پر آپ کی فوقیت مسلم ھے۔ یھاں پر فضل سے مراد علمی برتری ھے جو سیاق آیت (و علّمك ما لم تکن تعلم) 6 سے واضح ھے۔ اور پھر نماز و روزہ عبادتی امور ھیں، جنگ و جدال کی طرح نہیں کہ جن کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض اصحاب سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ مشورہ بھی اس لئے نہیں ھوتا تھا کہ آپ بھتر طریقہ نہیں جانتے تھے، بلکہ یہ لوگوں کو متوجہ کرنے اور ان کی تشویق کے لئے ھوتا تھا۔
جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ھے (ولو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولك فاعف عنھم واستغفرلھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ) 7 "اے رسول...... اگر تم بد مزاج اور سخت دل ھوتے تو یہ لوگ تمھارے پاس سے بھاگ کھڑے ھوتے۔ لھذا اب انھیں معاف کردو، اور ان کے لئے استغفار کرو اور جنگی امور میں ان سے مشورہ کرو اور جب ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔"
کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ دینی امور میں عوام کے خواب و خیالات کو مصدر قرار دیا جائے؟ اور وہ بھی اذان و اقامت جیسی اھم عبادتوں کے لئے!! کیا یہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ان پر بھتان نہیں ھے؟
معلوم ھوتا ھے کہ یہ روایت عبداللہ بن زید کے قبیلہ والوں نے گڑھی ھے، اور اس خواب کو خوب مشھور کیا، تاکہ فضیلت ان کے قبیلہ کے نام ھوجائے۔ لھذا ھم بعض مسندات میں دیکھتے ھیں کہ اس حدیث کے راوی وھی ھیں۔ اور اس سلسلہ میں جس نے بھی ان پر اعتماد کیا، وہ ان سے حسن ظن کی بنیاد پر کیا ھے۔

دوسری وجہ: روایات میں بنیادی اختلاف
وہ روایتیں جو اذان کی تشریع اور آغاز کے سلسلہ میں وارد ھوئی ھیں، ان میں سرے سے ھی اختلاف اور تضاد پایا جاتا ھے۔ جو مندرجہ ذیل ھے:
الف) پھلی یعنی "سنن ابو داؤد" کی روایت کے مطابق عمر ابن خطاب نے عبد اللہ ابن زید سے بیس دن پھلے خواب دیکھا، لیکن چوتھی یعنی "ابن ماجہ" کی روایت کے مطابق انھوں نے اسی رات خواب دیکھا جس رات عبد اللہ بن زید نے دیکھا تھا۔
ب) اذان، عبداللہ ابن زید کے خواب کے ذریعہ شروع ھوئی۔ اور عمر ابن خطاب نے جب اذان کو سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور کھا: میں نے بھی یھی خواب دیکھا تھا، لیکن شرم کی وجہ سے آپ سے تذکرہ نہیں کیا۔
ج) اذان کو عمر ابن خطاب نے رواج دیا، نہ کہ ان کے خواب نے۔ اس لئے کہ انھوں نے خود اذان کو ایجاد کیا جیسا کہ ترمذی نے اپنی سنن میں ذکر کیا ھے: مسلمان جب مدینہ آئے... (یھاں تك کہ وہ کھتے ھیں)... اور بعض لوگوں نے کھا: سنکھ سے استفادہ کیا جائے۔ جیسا کہ یھودی کرتے ھیں۔ عمر ابن خطاب نے کھا کہ کسی سے اذان دینے کے لئے کیوں نہیں کھتے؟ لھذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا بلال! قم فناد بالصلاۃ" اے بلال! اٹھو اور نماز کے لئے دعوت دو یعنی اذان کھو۔
ھاں ابن حجر نے "نداء بالصلاۃ" (نماز کے لئے اذان دینا) 8 سے اذان نہیں بلکہ "الصلاۃ جامعة" کی تکرار مراد لی ھے۔ لیکن ابن حجر کی اس بات پر کوئی واضح دلیل نہیں پائی جاتی ھے۔
د) اذان کو خود رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع کیا۔ بیھقی کی روایت ھے: ... لوگوں نے ناقوس بجانے یا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

آگ روشن کرنے (کے ذریعہ نماز کی طرف بلانے) کا مشورہ دیا تو حضور (ص) نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کو شفعاً (ہر فقرہ کو دوبار) اور اقامت کو وتراً (ہر فقرہ کو ایک بار) کہو۔ بیہقی کا بیان ہے کہ بخاری نے محمد بن عبد الوھاب اور مسلم نے اسحاق بن عمار سے یہی روایت نقل کی ہے۔ 9
ان تعارضات اور اختلافات کے ہوتے ہوئے بھلا ان روایات پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

تیسری وجہ: خواب: ایك نہیں بلکہ چودہ اشخاص نے دیکھا
حلبی کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اذان کا خواب صرف عبد اللہ ابن زید یا عمر بن خطاب سے ہی مخصوص نہیں، بلکہ عبد اللہ بن ابوبکر نے بھی اسی طرح کے خواب دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصار میں سے سات آدمیوں، اور ایك دوسرے قول کے مطابق چودہ لوگوں نے اذان خواب میں دیکھنے کا ادعا کیا ہے۔ 10
کیا کوئی صاحب عقل ان روایات، بلکہ خرافات کو قبول کرسکتا ہے؟؟ ارے بھائی! شریعت اور اسلامی احکام کوئی بازیچہ اطفال نہیں! جو خوابوں اور خیالوں سے تیار کر لئے جائیں۔ اور اگر اسلام کی یہی حقیقت ہے تو پھر ایسے اسلام کو سلام ہے۔ اس سلسلہ میں حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احکام شریعت کو وحی کے ذریعہ حاصل فرمایا کرتے تھے، نہ کہ ہر کس و ناکس کے خواب سے۔

چوتھی وجہ: بخاری سے منقول روایت اور دوسری روایات کے درمیان تعارض
بخاری نے صراحت کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس مشاورت میں بلال (رض) کو یہ حکم دیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو بلاؤ، اور حضرت عمر اس وقت وھاں موجود نہیں تھے۔ خود ابن عمر راوی ہیں کہ مسلمان جب مدینہ آئے تو نماز کے وقت، نماز کے لئے متوجہ کرنے اور اس کی طرف بلانے والے کی ضرورت کا احساس کر رہے تھے۔
ایك دن اس سلسلہ میں گفتگو کرنے لگے۔ بعض افراد نے "نصاریٰ" کی طرح ناقوس بجانے کا مشورہ دیا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں کی طرح قرن یا سینگ سے استفادہ کیا جائے۔ عمر بولے: کسی کو نماز کی دعوت دینے کے لئے کیوں نہیں بھیجتے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ۔ 11
اور وہ صریحی روایت جو خواب کے بارے میں ہیں ان کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال (رض) کو اذان کا حکم، فجر کے ہنگام اس وقت دیا جب کہ ابن زید نے اذان کے سلسلہ میں اپنا خواب حضور سے بیان کیا۔ اور عبد اللہ بن زید کا خواب مجلس مشاورت کے کم از کم ایك رات بعد قابل تصور ہے۔
اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلال (رض) کو اذان کا حکم دے رہے تھے تو حضرت عمر وھاں موجود نہیں تھے، بلکہ جب اذان دی گئی تو وہ اپنے گھر میں تھے۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے اس حالت میں، کہ ان کے کپڑے زمین پر گھسٹ رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! قسم ہے اس پروردگار کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا، یہی خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔
اور ہمارے پاس ایسا کوئی قرینہ نہیں جس کی روشنی میں یہ کہا جاسکے کہ بخاری کی روایت میں "نداء بالصلاۃ" سے مراد "الصلاۃ جامعہ" کی تکرار ہے اور خواب کی روایتیں اذان کے سلسلہ میں ہیں۔ اور اگر کوئی اس طرح کی بات کہے بھی تو یہ بغیر کسی دلیل کے ہوگا۔
دوسرے یہ کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب بلال (رض) کو یہ حکم دیتے کہ الصلاۃ جامعہ کو با آواز بلند کہو تو مسئلہ ہی حل ہوجاتا، اور خصوصاً اگر اس کی تکرار کا حکم دیتے، تو حیرانی و پریشانی کی بات ہی نہ رہ جاتی۔
لھذا یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی دعوت دینے کا جو حکم دیا اس سے مراد یہی معروف اذان شرعی تھی۔ 12
یہ چار مذکورہ وجوہات، احادیث کے مضمون کی تحقیق کا تقاضہ کرتی ہیں۔ اور یہ اشکالات مذکورہ، احادیث کے غیر قابل قبول ہونے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم ان کی اسناد کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ (تاکہ ہماری بات کی اور وضاحت ہوجائے) ان میں سے بعض کی سندیں موقوف ہیں، اور ان کا سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تك نہیں پہونچتا۔ اور بعض، مسند تو ہیں مگر ان کے راوی یا تو مجھول ہیں یا غیر موثق ہیں یا ضعیف۔ اور اسی وجہ سے علم رجال میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ اب ہم ان تمام چیزوں کو آپ کے سامنے ترتیب وار، وضاحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

پهلی روایت

جس کو ابو داؤد نے نقل کیا هے، ضعیف هے کیونکہ :

1) یہ روایت ایك، بلکہ کئی نا معلوم افراد سے منقول هے، کیونکہ اس کی سند میں بعض راویوں کے نام کے بجائے اس طرح کے کلمات آئے هیں: "انصار میں سے ان کے بعض خاندان والے" یا "یا انصار کے ایك گروه نے ان سے روایت کی هے۔"

2) یہ روایت ابو عمیر بن انس کے کچھ خاندانی رشتہ داروں سے منقول هے۔ جیسا کہ ابن حجر کهتے هیں: "روایت هلال اور اذان کی روایت" کو ابو عمیر کے خاندانی رشتہ داروں نے، جن کا تعلق انصار و اصحاب نبی (ص) سے تها، نقل کیا هے۔

اور ابن سعد کهتے هیں کہ یہ موثق راوی تها، لیکن اس سے کم احادیث نقل هوئی هیں۔ ابن عبد البر رقمطراز هیں: یہ مجهول اور غیر معروف هے، اور اس کا قول دلیل نهیں بن سکتا۔ 13 مروی کا بیان هے کہ اس نے صرف دو عنوان کے تحت احادیث بیان کی هیں۔ یا چاند دیکهنے کے سلسلہ میں یا اذان کے بارے میں۔

دوسری روایت

اس روایت کی سند میں ایسے راویوں کا تذکره هے جن کا قول قابل قبول نهیں، وه مندرجہ ذیل هیں:

الف) محمد بن ابراهیم بن حارث خالد تیمی، ابو عبدالله (سن وفات تقریباً 120 هجری): ابو جعفر عقیلی نے عبد الله بن احمد بن حنبل کا قول نقل کیا هے کہ وه کهتے هیں: میں نے اپنے والد سے سنا (انهوں نے محمد بن ابراهیم تیمی کا تذکره کرتے هوئے فرمایا) کہ اس کی احادیث میں اشکال هے، اس نے بهت سی غیر قابل قبول احادیث نقل کی هیں۔ 14

ب) محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار: اهل سنت اس کی روایت پر اعتماد نهیں کرتے۔ (اگر چہ سیرۂ ابن هشام کی اساس یهی هے)

احمد بن ابی خیثمہ کهتے هیں کہ یحییٰ بن معین سے اس (محمد بن اسحاق) کے بارے میں پوچها گیا تو انهوں نے جواب دیا کہ میرے نزدیك ضعیف اور غیر قابل قبول هے۔

ابوالحسن میمونی کا بیان هے کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کهتے هوئے سنا هے کہ محمد بن اسحاق ضعیف هے۔ اور نسائی کهتے هیں کہ وه قوی نهیں هے۔ 15

ج) عبد الله بن زید: اس کے بارے میں اتنا هی کهنا کافی هے کہ اس نے بهت کم احادیث کی روایت کی هے۔ ترمذی اس کے بارے میں رقمطراز هیں: حدیث اذان کے علاوه جو بهی حدیث اس نے نبی اکرم صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی هے وه صحیح نهیں هے۔ حاکم کهتے هیں: حقیقت یہ هے کہ وه جنگ احد میں قتل کردیا گیا تها۔

اور اس کی تمام روایات منقطعہ (جس کی سند نبی کریم صلی الله علیہ وآلہ وسلم تك نهیں پهونچتی) هیں۔ ابن عدی کا بیان هے: حدیث اذان کے علاوه اس نے رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے جو بهی حدیث بیان کی هے وه صحیح نهیں هے۔ 16 ترمذی نے بخاری سے روایت کی هے کہ حدیث اذان کے علاوه اس سے مروی اور کسی حدیث کے بارے میں هم نهیں جانتے۔ 17

حاکم کا بیان هے: عبدالله بن زید وه شخصیت هیں، جنهیں خواب میں اذان سکهائی گئی۔ اور یکے بعد دیگرے فقهاء اسلام اسے قبول کرتے رهے لیکن صحیحین میں اس کو نقل نهیں کیا گیا۔ کیونکہ اس کی سند میں اختلاف پایا جاتا هے۔ 18

تیسری روایت

اس کی سند "محمد بن اسحاق بن یسار، اور محمد بن ابراهیم تیمی، پر مشتمل هے۔ اور آپ ان کے حالات سے واقف هوچکے هیں۔ نیز یہ بهی جان چکے هیں کہ عبدالله بن زید بهت کم روایت بیان کرنے والا تها۔ اور اس کی تمام روایات منقطعہ هیں۔

چوتهی روایت

اس کی سند میں مندرجہ ذیل راوی پائے جاتے هیں:

1- عبد الرحمٰن بن اسحاق بن عبد الله مدنی: یحییٰ بن سعید قطان کهتے هیں: میں نے مدینہ میں اس کے (عبدالرحمٰن بن اسحاق) کے بارے میں معلوم کیا تو مجھ سے کسی نے بهی اس کی تعریف نهیں کی۔ اس بارے میں علی بن مدنی کا بهی یهی کهنا هے۔

بلکہ علی تو یهاں تك کهتے هیں کہ جب سفیان سے عبدالرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے اس کو یہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کھتے ھوئے سنا کہ وہ فرقۂ قدریہ 19 میں سے تھا۔ مدینہ والوں نے اسے مدینہ سے باھر نکال دیا تھا، وہ ھمارے پاس "مقتل ولید" میں آیا تو ھم نے اس کو اپنا ھم نشین بنایا۔ ابوطالب کھتے ھیں: میں نے احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کھا کہ اس نے ابو زناد سے بھت سی غیر قابل قبول روایات نقل کی ھیں۔

احمد بن عبداللہ العجلی کا بیان ھے: وہ ضعیف احادیث نقل کرتا تھا۔ ابو حاتم کا قول ھے: وہ ایسی احادیث نقل کرتا تھا جن کے اوپر اعتماد نھیں کیا جاسکتا۔ بخاری تحریر کرتے ھیں: اس کے حافظہ پر اعتماد نھیں کیا جاسکتا۔ اور مدینہ میں موسیٰ زمعی کے علاوہ اس کا کوئی شاگرد بھی نھیں تھا۔ موسیٰ زمعی نے اس سے ایسی روایت بھی نقل کی ھیں جن میں اضطراب پایا جاتا ھے۔

دارقطنی رقمطراز ھیں: وہ ضعیف ھے اور اس پر "قدری" ھونے کا الزام ھے۔

ابن عدی کھتے ھیں: اس کی احادیث میں بعض ایسی چیزیں ھیں جو نادرست ھیں۔ اور غلط بیانی پر مشتمل ھیں۔ 20

2۔ محمد بن عبداللہ واسطی: جمال الدین مزی اس کے بارے میں رقمطراز ھیں کہ ابن معین نے اس کو "لاشی" (جس کی کوئی اھمیت نھیں) سے تعبیر کیا ھے۔ اور اس کی ان روایتوں کا انکار کیا ھے جو اس نے اپنے باپ سے نقل کی ھیں۔ ابو حاتم کا بیان ھے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کھا: وہ بھت برا اور جھوٹا آدمی ھے۔ اس نے بھت سی ناقابل قبول اور جھوٹی روایتیں نقل کی ھیں۔ ابو عثمان سعید بن عمر بردعی کھتے ھیں کہ میں نے "ابازرعہ" سے محمد بن خالد کے بارے میں سوال کیا۔ وہ بولے: برا انسان ھے۔ ابن حیان نے کتاب "الثقاۃ" میں ذکر کیا ھے: وہ خطا کار اور مخالف حق تھا۔ 21

شوکانی نے اس کی روایت کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ھے کہ اس روایت کی اسناد بھت ضعیف ھیں 22

پانچویں روایت

اس کی سند میں مندرجہ ذیل راوی ھیں:

1) محمد بن اسحاق بن یسار۔

2) محمد بن حارث تیمی۔

3) عبد اللہ بن زید۔

ان میں سے پھلے اور دوسرے راوی کے بارے میں بحث گزر چکی ھے کہ وہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ھیں۔ اور ان دونوں نے جو روایت بھی تیسرے راوی (عبد اللہ بن زید) سے نقل کی ھے اس کی سند منقطعہ ھے۔ اور یھیں سے چھٹی روایت کا ضعف بھی ثابت ھوجاتا ھے۔ (چونکہ اس کاراوی محمد بن اسحاق ھے۔)

یہ وہ روایتیں ھیں جو بعض صحاح میں وارد ھوئی ھیں۔ ان کے علاوہ اس (اذان کے) سلسلہ میں امام احمد، دارمی، دارقطنی نے اپنی مسانید، امام مالك نے اپنی موطاء، ابن سعد نے طبقات اور بیھقی نے اپنی سنن میں روایات نقل کی ھیں۔ جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جارھا ھے:

الف) امام احمد کی روایت جو انھوں نے اپنی مسند میں ذکر کی ھے

امام احمد نے اذان کے خواب کی روایت اپنی مسند میں عبداللہ بن زید سے تین سندوں کے ذریعہ نقل کی ھے۔ 23

پھلی سند میں زید بن حباب بن ریان تمیمی (م/ 203 ھجری) موجود ھے۔ اس کو علماء نے بھت زیادہ خطا کرنے والا کھا ھے۔ اس نے سفیان بن ثوری سے ایسی احادیث نقل کی ھیں جو سند کے لحاظ سے عجیب و غریب ھیں۔

ابن معین کھتے ھیں: اس کی ثوری سے نقل کردہ احادیث تحریف شدہ ھیں۔ 24 اسی طرح اس روایت کے راویوں میں سے ایك عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ ھے۔ اور تمام صحاح اور مسندوں میں اس کی صرف یھی ایك روایت ھے اور اس میں بھی اس کے قبیلہ کی فضیلت کا تذکرہ ھے، اسی وجہ سے اس پر اعتماد اور بھی کم ھوجاتا ھے۔

دوسری روایت محمد بن اسحاق بن یسار سے مروی ھے۔ اس کے بارے میں آپ گذشتہ بحث میں جان چکے ھیں۔

تیسری حدیث کا راوی محمد بن ابراھیم حارث تیمی ھے۔ اور ساتھ ھی ساتھ محمد بن اسحاق بھی۔ اور روایت کی سند، عبداللہ بن زید پر منتھی ھوتی ھے، جس نے بھت کم روایتیں بیان کی ھیں۔

جب کہ دوسری روایت میں اذان کے خواب، اور پھر جناب بلال کو اذان سکھائے جانے کے تذکرہ کے بعد مذکور ھے کہ جناب بلال (رض) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ آپ (ص) سو رھے تھے۔ تو جناب بلال (رض) نے چلا کر "الصلاۃ خیر من النوم" کھا۔ لھذا یہ کلمہ نماز صبح کی اذان میں داخل کردیا گیا۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ب) وہ روایت جس کو دارمی نے اپنی مسند میں ذکر کیا

دارمی نے اپنی مسند میں اذان کے خواب کی روایت کو ایسی سندوں سے ذکر کیا ھے جو سب کی سب ضعیف ھیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

1) ھمیں محمد بن حمید نے خبر دی ھے کہ ھم سے مسلم نے حدیث بیان کی کہ مجھ سے محمد بن اسحاق نے روایت کی ھے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے... الخ۔

2) یہ روایت بھی مندرجہ بالا سند کے ساتھ ھے۔ محمد بن اسحاق کے بعد یہ اضافہ ھے: ھم سے یہ حدیث محمد بن ابراھیم بن حارث تیمی نے، محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے نقل کی ھے۔

3) ھمیں محمد بن یحییٰ نے خبر دی کہ ھم سے یعقوب بن ابراھیم بن سعد نے ابن اسحاق سے حدیث بیان کی ھے... بقیہ وھی راوی ھیں جو دوسری حدیث کی سند میں مذکور ھیں۔ 25

پہلی روایت کی سند منقطع ھے، دوسری اور تیسری روایت محمد بن ابراھیم بن حارث تیمی پر مشتمل ھے۔ اور قارئین گذشتہ صفحات میں اس کی حقیقت سے آگاہ ھوچکے ھیں۔

اسی طرح ابن اسحاق کی حقیقت بھی واضح ھوچکی ھے۔

ج) وہ روایت جس کو امام مالک نے موطاء میں ذکر کیا ھے

امام مالک نے اپنی موطاء میں اذان کے خواب کی روایت یحییٰ سے، انھوں نے مالک سے اور انھوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کی ھے۔ وہ کہتے ھیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ رکھتے تھے کہ دو لکڑیوں سے استفادہ کیا جائے۔ 26

اس کی سند منقطع ھے اور یہاں پر اس سے یحییٰ بن سعید بن قیس مراد ھے جو 70 ھجری میں پیدا ھوئے اور ھاشمیہ میں 143 ھجری کو انتقال کرگئے۔ 27

د) وہ روایت جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ھے

محمد بن سعد نے اپنی طبقات میں ایسی سندوں سے یہ روایت کی ھے جو موقوفہ ھیں اور ان کے ذریعہ حجت قائم کرنا ممکن نہیں۔

پہلی روایت نافع بن جبیر تک پھونچتی ھے، جو نوے کی دھائی میں اس دنیا سے اٹھ گیا اور ایک قول کے مطابق اس نے 99 ھجری میں وفات پائی۔

دوسری روایت عروہ بن زبیر پر منتھی ھوتی ھے، جو 29 ھجری میں پیدا ھوا اور 93 ھجری میں فوت ھوگیا۔

تیسری روایت زید بن اسلم پر ختم ھوتی ھے، جس کی وفات 136 ھجری میں ھوئی۔

چوتھی روایت سعید بن مسیّب، جس نے 94 ھجری میں انتقال کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جو 82 ھجری یا 83 ھجری میں فوت ھوا، پر تمام ھوتی ھے۔

ذھبی نے عبداللہ بن زید کے سلسلہ میں کھا ھے کہ اس سے سعید بن مسیّب اور عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے احادیث بیان کی ھیں لیکن اس نے کبھی راوی کو دیکھا بھی نہیں ھے۔ 28

ابن سعد نے مندرجہ ذیل سند کے ذریعہ بھی یہ روایت نقل کی ھے:

احمد بن محمد بن ولید ازرقی نے مسلم بن خالد سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عمر سے، انھوں نے ابن شھاب سے، انھوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے عبد ابن عمر سے روایت کی ھے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ایسا راستہ نکالا جائے جس سے لوگوں کو اکٹھا کیا جاسکے...... یھاں تک کہ انصار میں سے عبداللہ بن زید نامی ایک شخص کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی اور اسی رات عمر بن خطاب کو بھی خواب ھی میں اذان سکھائی گئی ... اس کے بعد وہ کہتے ھیں: پھر بلال (رض) نے نماز صبح کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" کا اضافہ کردیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اذان میں شامل کرلیا۔ یہ سند مندرجہ ذیل راویوں پر مشتمل ھے:

الف) مسلم بن خالد بن قرۃ: جس کو ابن جرحہ بھی کہا جاتا تھا۔ یحیٰی بن معین نے اس کو ضعیف قرار دیا ھے۔ علی بن مدینی نے اسے لاشی (کچھ بھی نہیں) کہا ھے۔ بخاری نے اسے حدیث کا انکار کرنے والا بتایا ھے۔ نسائی کا کھنا ھے کہ یہ قوی نہیں ھے۔ ابو حاتم نے بھی کھا ھے کہ یہ قوی نہیں ھے حدیث کا انکار کرنے والا ھے اور یہ ایسی حدیثیں نقل کرتا ھے جو دلیل بننے کے قابل نہیں ھیں۔ یہ اچھی بری سبھی باتیں نقل کرتا رھا ھے۔ 29

ب) محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شھاب زھری مدنی (51- 123 ھجری)۔

انس بن عیاض، عبیداللہ بن عمر سے روایت کرتے ھیں کہ میں نے بارھا دیکھا کہ زھری کو کتاب دی جاتی تھی تو وہ اس کو نہ تو خود پڑھتے تھے اور نہ ھی کوئی دوسرا پڑھ کر سناتا تھا۔ پھر بھی جب کبھی ان سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا ھم تمھارے حوالے سے یہ روایت نقل کردیں؟ تو وہ کہہ دیتے تھے: "ھاں"۔

ابراھیم بن ابی سفیان القیسر انی نے فریابی کے حوالہ سے نقل کیا ھے کہ میں نے سفیان ثوری کو کھتے ھوئے سنا ھے: میں زھری کے پاس گیا۔ وہ میرے ساتھ اس طرح پیش آیا جیسے میرا آنا اس پر گراں گذرا ھو۔ میں نے اس سے کھا کہ اگر تم ھمارے بزرگوں کے پاس آتے اور وہ تمھارے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرتے تو تم پر کیا گذرتی؟ وہ بولا: تمھاری بات صحیح ھے۔ پھر وہ اندر گیا اور کتاب لاکر مجھے دی اور کھا کہ اس کو لے لو اور اس کی روایتوں کو میرے نام سے نقل کرو۔ ثوری کھتے ھیں: میں نے اس میں سے ایک حرف بھی نقل نھیں کیا ھے۔ 30

ھ) وہ روایت جو بیھقی نےا پنی سنن میں نقل کی ھے

بیھقی نے اذان کے خواب کی روایت ایسی اسناد کے ذریعہ نقل کی ھے جن میں بھت سی کمزوریاں پائی جاتی ھیں۔ اس کے ضعف کی طرف ھم یھاں اشارہ کر رھے ھیں۔

اول) روایت، ابو عمیر بن انس پر مشتمل ھے، جنھوں نے انصار میں سے اپنے خاندان کے لوگوں سے روایت کی ھے۔ اور آپ ابو عمیر بن انس کے بارے میں یہ جان ھی چکے ھیں کہ ابن عبدالبر نے اس کے بارے میں کھا ھے کہ یہ مجھول ھے، اس کی روایت قابل استفادہ نھیں۔ انھوں نے اپنی روایت، گمنام اور نامعلوم اشخاص سے نقل کی ھے اور انھیں "عمومہ" سے تعبیر کیا ھے 31 ۔ اگر ھم تمام صحابہ کی عدالت کے قائل بھی ھوجائیں تو اس پر کوئی دلیل نھیں کہ یہ افراد صحابی تھے۔ اور اگر یہ بھی فرض کرلیں کہ یہ اصحاب تھے تب بھی اصحاب کی موقوفہ روایات حجت نھیں ھیں، اس لئے کہ یہ نھیں معلوم کہ اس صحابی نے بھی یہ روایت کسی صحابی ھی سے نقل کی ھے یا نھیں۔

دوم) یہ روایت ایسے افراد پر مشتمل ھے جو قابل اعتماد نھیں ھیں۔ وہ مندرجہ ذیل میں:

1)محمد بن اسحاق بن یسار۔

2) محمد بن ابراھیم بن حارث تیمی۔

3) عبداللہ بن زید۔

ان تمام افرا دکے ضعیف ھونے کے بارے میں بحث کی جاچکی ھے۔

سوم: روایت، ابن شھاب زھری پر مشتمل ھے۔ جس نے سعید بن مسیّب (م/ 94ھجری)، اور اس نے عبداللہ بن زید سے روایت کی ھے۔ اور آپ جان چکے ھیں کہ اس نے عبداللہ بن زید کو دیکھا بھی نھیں تھا 32

و) دارقطنی کی روایت

دارقطنی نے اذان کے خواب کی روایت مندرجہ ذیل اسناد سے کی ھے:

1) ھمیں محمد بن یحییٰ بن مراد نے، ان سے ابوداؤد نے، ان سے عثمان بن ابی شیبہ نے، ان سے حماد بن خالد نے، ان سے محمد بن عمرو نے، ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے چچا عبداللہ بن زید نے بیان کیا ھے......

2) ھم سے محمد بن یحییٰ نے، ان سے ابوداؤد نے، ان سے عبید اللہ ابن عمر نے، ان سے عبدالرحمان بن مھدی نے اور ان سے محمد بن عمرو نے روایت کی ھے کہ میں نے عبداللہ بن محمد کو کھتے ھوئے سنا: میرے جد عبداللہ بن زید اس خبر کے بارے میں...۔ 33

یہ دونوں سندیں محمد بن عمرو پر مشتمل ھیں، جس کے بارے میں یہ نھیں معلوم کہ آیا یہ وہ انصاری ھے، جس سے مسانید اور صحاح میں صرف یھی ایک روایت منقول ھے اور اس کے بارے میں ذھبی کھتا ھے کہ یہ پھچانا نھیں جاسکا، یعنی یہ مجھول الحال ھے، یا وہ محمد بن عمر و ابو سھل انصاری ھے جس کو یحییٰ قطان، ابن معین اور ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ھے۔ 34

3) ھم سے ابو محمد بن ساعد نے، ان سے حسن بن یونس نے، ان سے اسود بن عامر نے، ان سے ابوبکر بن عیاش نے، ان سے اعمش نے، ان سے عمر و بن مرہ نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے، اور ان سے معاذ بن جبل نے روایت کی ھے کہ انصار میں سے ایک آدمی (عبداللہ بن زید) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کھا: میں نے خواب میں دیکھا ھے...... ۔ 35

یہ سند منقطع ھے۔ کیونکہ معاذ بن جبل 20 ھجری یا 18 ھجری میں فوت ھوئے اور عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ 17 ھجری میں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پیدا ہوئے۔ یہی نہیں بلکہ دارقطنی نے عبدالرحمٰن کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ضعیف الحدیث اور برے حافظہ والا ہے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ ابن ابی لیلیٰ نے یہ روایت عبداللہ بن زید سے سنی ہے۔ 36

ہاں تک کہ بحث سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ اذان کی مشروعیت کی بنیاد عبداللہ بن زید، عمر بن خطاب یا کسی اور کے خواب کو کسی بھی صورت میں نہیں قرار دیا جاسکتا اس کے علاوہ ان احادیث میں تعارض بھی پایا جاتا ہے اور ان کی سند بھی کامل نہیں ہے۔ لہذا ان سے کوئی بھی بات ثابت نہیں ہوتی۔ اور ان کے علاوہ یہ باتیں عقل قبول نہیں کرتی۔ جیسا کہ ہم اول بحث میں عرض کرچکے ہیں۔

اہل بیت اور ترویج اذان کی کیفیت

جب ہم اذان کی مشروعیت کے بارے میں اہل بیت علیہم السلام کی روایتوں کو دیکھتے ہیں تو وہ مقام و منزلت نبوت سے سازگار نظر آتی ہیں۔ جب کہ گذشتہ احادیث، مقام رسالت سے میل نہیں کھاتی تھیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "جب جبرئیل علیہ السلام اذان لے کر نازل ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس علی علیہ السلام کی آغوش میں تھا۔ جبرئیل نے اذان اور اقامت کہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہوئے تو امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: "اے علی (ع)! تم نے سنا؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، یا رسول اللہ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے حفظ کرلیا؟ فرمایا: جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلال (رض) کو بلاؤ اور ان کو سکھاؤ۔ آپ نے بلال (رض) کو بلایا اور اذان و اقامت کی تعلیم دی۔" 37

مذکورہ روایت اور وسائل الشیعہ کی پہلی روایت (عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما اسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی السماء فبلغ البیت المعمور و حضرت الصلاۃ فاذن جبرئیل علیہ السلام واقام فتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصف الملائکۃ والنبیون خلف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 38 میں اختلاف صرف یہ ہے کہ پہلی روایت میں جبرئیل علیہ السلام نافلہ بجا لانا چاہتے تھے لیکن دوسری روایت کے مطابق جبرئیل علیہ السلام نافلہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ بلال کو بلاؤ اور اذان و اقامت کی تعلیم دو۔

اس نظریہ کی تائید وہ روایتیں بھی کرتی ہیں جن کو عسقلانی نے ذکر کیا ہے۔ اور ان کی سندوں کے بارے میں مناقشہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے: ان احادیث کے مطابق، اذان مکہ میں ہجرت سے پہلے شروع ہوئی۔ انہیں روایتوں میں سے طبرانی کی روایت بھی ہے جو سالم بن عبداللہ بن عمر بن ابیہ کی سند سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی تو خدا نے آپ (ص) پر کلمات اذان کی وحی کی۔ جب آپ (ص) معراج سے واپس آئے تو بلال کو اس کی تعلیم دی۔ اس کی سند میں طلحہ بن زید ہے جو کہ متروک ہے۔ وہ روایات جنھیں عسقلانی نے نقل کیا ہے، اذان کی تشریع کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام کے موقف (نظریہ) کے صحیح ہونے اور اذان کی بنیاد عبداللہ بن زید یا عمر بن خطاب کے خواب کو قرار دیئے جانے کے نادرست ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ چھٹے امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان عبداللہ بن زید سے لی۔ آپ (ع) نے فرمایا کہ وحی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی تھی پھر بھی تم یہ گمان کرتے ہوکہ آپ (ص) نے اذان کو عبداللہ بن زید سے لیا ہے؟ 39

الف) عسقلانی نے بزار کے حوالہ سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جس وقت خداوند عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذان کی تعلیم دے تو جناب جبرئیل علیہ السلام ایک سواری کے ذریعہ آپ (ص) کے پاس آئے، جس کو براق کہا جاتا ہے۔ آپ (ص) اس پر سوار ہوئے... ۔ 40

ب) ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث معراج کے سلسلہ میں روایت ہے کہ ... پھر آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا اور انہوں نے اذان اقامت کہی۔ اور اذان میں "حی علٰی خیر العمل" پڑھا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور قوم کے ساتھ نماز پڑھی۔ 41

ج) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی اور اذان کا وقت ہوا تو جناب جبرئیل علیہ السلام نے اذان کہی۔ 42

د) عبد الرزاق نے معمر سے، انہوں نے ابن حماد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث معراج کے سلسلہ میں روایت کی ہے کہ... پھر جبرئیل کھڑے ہوئے اور

اپنے داھنے ھاتھ کی انگشت شھادت کو اپنے کان پر رکھ کر دو دو فقرے کر کے اذان کھی۔ آخر میں دوبار "حی علیٰ خیر العمل" کھا۔ 43

---

4. السنن، ابو داؤد: 1/ 134، حدیث نمبر 498 و 499
5. آپ پر خدا کا بھت بڑا فضل ھے۔ (سورۂ نساء: 113)
6. اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم دے دیا ھے جن کا علم نہ تھا۔ (سورۂ نساء: 113)
7. سورۂ آل عمران: 159
8. فتح الباری، ابن حجر: ج/2، ص181، دار المعرفہ
9. السنن، بیھقی: 1/ 608
10. السیرة النبویہ؛ حلبی: 2/ 95
11. صحیح بخاری: 1/ 306، باب اذان کی ابتداء، مطبع: دار القلم لبنان۔
12. النص و الاجتھاد، شرف الدین عاملی: ص 200، مطبع: اسوہ
13. تھذیب التھذیب، ابن حجر: 13/ 88، حدیث نمبر: 867
14. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 24/ 304
15. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 24/ 423، اس کے علاوہ ملاحظہ ھو تاریخ بغداد: 1/ 321، 224
16. السنن، ترمذی: 1/ 361۔ تھذیب التھذیب، ابن حجر: 5/ 224
17. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 14/ 541، مطبع: موسسہ رسالت
18. مستدرك الحاکم، حاکم نبشابوری: 3/ 336
19. وہ فرقہ جو تقدیر کا منکر ھے اور ھر شخص کے مختار ھونے کا قائل ھے۔ المنجد اردو، ص/782 (مترجم).
20. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 16/ 515، حدیث نمبر: 3755
21. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 25/ 138، حدیث نمبر: 5177
22. نیل الاوطار، الشوکانی: 2/ 42
23. المسند، امام احمد: 4/ 632، 633، حدیث نمبر: 16041، 16042، 16043۔
24. میزان الاعتدال، ذھبی: 2/ 100، حدیث نمبر: 2997
25. السنن، دارمی: 1/ 287، باب: بدء اذان (اذان کی ابتدا).
26. الموطاء، ابن مالك: 44، باب: نماز کے لئے صدا دینے کے بارے میں۔ حدیث نمبر: 1
27. سیر اعلام النبلاء، ذھبی 5/ 468، حدیث نمبر: 213
28. طبقات الکبریٰ، ابن سعد: 1/ 246، 247
29. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 27/ 508، حدیث نمبر: 5925
30. تھذیب الکمال، جمال الدین المزی 26/ 429، 440
32. السنن، بیھقی: 1/ 575، حدیث نمبر: 1837
33. السنن، دارقطنی: 1/ 245، حدیث نمبر: 57
34. میزان الاعتدال، ذھبی 3/ 647، حدیث نمبر: 8017، 8018۔ تھذیب الکمال، جمال الدین المزی: 26/ 220، حدیث نمبر: 5516۔ تھذیب التھذیب، ابن حجر: 378/9 ، حدیث نمبر: 620، مطبع: دار صادر۔
35. السنن، دارقطنی: 1/ 242، حدیث نمبر: 31
36. السنن، دارقطنی: 1/ 242، حدیث نمبر: 31
37. وسائل الشیعہ، حر عاملی: 4/ 612، باب اذان و اقامت، حدیث نمبر: 2
38. وسائل الشیعہ، حر عاملی: 5/ 369، ابواب الاذان والاقامة، حدیث نمبر: 1 مترجم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

39. وسائل الشیعہ، حر عاملی: ج4، ابواب الاذان والاقامہ، حدیث نمبر /3
40. فتح الباری فی شرح البخاری: 2/ 87، مطبع: دار المعرفہ لبنان
41. وسائل الشیعہ، حر عاملی: ج4، باب اذان و اقامت، باب /9، ص/3
42. مصدر سابق، ج10
43. سعد السعود: 100، بحار الانوار: 81/ 107، جامع الاحادیث الشیعہ: ج/2، ص221

"حی علٰی خیر العمل" کے جزء اذان ہونے کی دلیل

وہ دلیلیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ "حی علٰی خیر العمل" اذان و اقامت کا جزء ہے، اور اس کے بغیر اذان و اقامت درست نہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

اول: وہ روایتیں جو اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں۔
ان احادیث میں سے بطور مثال ھم وہ چند حدیثیں جن کو مندرجہ ذیل اصحاب نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، پیش کر رہے ہیں:
1) عبداللہ بن عمر
2) سہل بن حنیف
3) بلال
4) ابی محذورہ
5) ابن ابی محذورہ
6) زید بن ارقم

عبد اللہ ابن عمر سے مروی احادیث
الف) نافع کا بیان ہے کہ ابن عمر کبھی کبھی "حی علی الفلاح" کے بعد "حی علی خیر العمل" بھی کہتے تھے۔ 44
ب) لیث بن سعد نے نافع سے روایت کی ہے کہ ابن عمر اپنے سفر میں اذان نہیں کہتے تھے۔ اور اپنی اذان میں "حی علی الفلاح" اور کبھی کبھی "حی علی خیر العمل" بھی کہتے تھے۔ 45
ج) لیث بن سعد نے نافع سے روایت کی ہے کہ کبھی کبھی ابن عمر اپنی اذان میں "حی علی خیر العمل" کا اضافہ کیا کرتے تھے۔ 46
د: اسی طرح کی روایت نسیر بن ذعلوق نے ابن عمر سے کی ہے کہ وہ سفر میں ایسا کیا کرتے تھے۔ 47
ھ) عبدالرزاق نے معمر سے، انھوں نے یحییٰ سے، انھوں نے ابی کثیر سے، اور انھوں نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب اذان میں "حی علی الفلاح" کہتے تھے تو اس کے بعد "حی علی خیر العمل" بھی کہتے تھے اور اس کے بعد "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الااللہ" کہتے تھے۔ 48 اور یہی روایت ابن ابی شیبہ 49 نے ابن عجلان اور عبید اللہ کے توسط سے اور انھوں نے بحوالہ نافع ابن عمر بیان کی ہے۔

سہل بن حنیف کی بیان کردہ احادیث
الف: بیہقی نے روایت کی ہے کہ "حی علیٰ خیر العمل" کے اذان میں ذکر کرنے کی روایت ابی امامہ، سہل بن حنیف سے نقل کی گئی ہے۔ 50

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ب: ابن وزیر نے محبّ طبری شافعی کی کتاب احکام الاحکام کے حوالہ سے ان الفاظ میں نقل کیا ھے: صدقہ بن یسار نے ابی امامہ سھل بن حنیف سے روایت کی کہ جب وہ اذان دیتے تھے تو "حی علیٰ خیر العمل" کھتے تھے۔
یہ روایت سعید بن منصور نے بیان کی ھے۔ 51

بلال (رض) سے مروی احادیث
الف) عبداللہ بن محمد بن عمار نے، عمار بن حفص بن عمر اور عمر بن حفص ابن عمر سے اور انھوں نے اپنے آباء و اجداد سے، اور انھوں نے بلال (رض) سے روایت کی ھے کہ بلال (رض) صبح کی اذان دیتے تھے اور اس میں "حی علی خیر العمل" کھتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ "حی علیٰ خیر العمل" کو ھٹا کر اس کی جگہ پر "الصلاۃ خیر من النوم" کھا کرو۔ 52
روایت کا آخری حصہ قابل قبول نھیں ھے۔ کیونکہ "الصلاۃ خیر من النوم" کا اذان میں اضافہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (عمر بن خطاب کے زمانہ میں) ھوا ھے۔ جس پر بھت سی روایات گواہ ھیں جن کا تذکرہ ھم آئندہ کریں گے۔ 53
ب) بلال (رض) صبح کی اذان دیتے تھے، اور اس میں "حی علی خیر العمل" کھتے تھے۔ 54

ابی محزورہ سے منقول روایات
الف) محمد بن منصور نے اپنی کتاب "الجامع" میں اپنی اسناد کے ساتھ رجال مریضیین (پسندیدہ راوی) کے حوالہ سے ابی محزورہ، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایك مؤذن تھے، سے روایت کی ھے، کہ وہ کھتے ھیں: مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان میں "حی علی خیر العمل" کھنے کا حکم دیا۔ 55
ب) عبد العزیز بن رفیع سے مروی ھے کہ ابی محذورہ نے کھا: میں نوجوان تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنی اذان کے آخر میں "حی علیٰ خیر العمل" کھا کرو۔ 56

ابن ابی محذورہ کی روایت
"شفاء" میں ھذیل بن بلال المدائنی سے روایت ھے کہ میں نے ابن ابی محذورہ کو "حی علیٰ الفلاح، حی علیٰ خیر العمل" کھتے ھوئے سنا۔ 57

زید بن ارقم سے مروی حدیث
روایت ھے کہ انھوں نے اپنی اذان میں "حی علی خیر العمل" کھا۔ 58
حلبی کھتے ھیں ... ابن عمر اور علی بن الحسین علیھما السلام کے بارے میں منقول ھے کہ یہ دونوں اپنی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد "حی علیٰ خیر العمل" کھتے تھے۔ 59
علاء الدین حنفی نے اپنی کتاب "التلویح فی شرح الجامع الصحیح" میں کھا ھے: "حی علی خیر العمل" کی روایت کے بارے میں ابن حزم کھتا ھے کہ یہ صحیح ھے، کہ عبد اللہ بن عمر اور ابی امامہ سھل بن حنیف "حی علٰی خیر العمل" کھا کرتے تھے۔ مصنف پھر کھتے ھیں: "علی بن الحسین" (ع) بھی یھی کیا کرتے تھے۔ 60
اور ابن نباح اپنی اذان میں "حی علی خیر العمل" کھا کرتے تھے۔ 61

دوم: وہ روایتیں جو صحیح سندوں کے ساتھ اھل بیت علیھم السلام سے وارد ھوئی ھیں
حضرت علی علیہ السلام سے مروی حدیث

روایت میں ھے کہ آپ فرماتے ھیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھتے ھوئے سنا ھے کہ جان لو! تمھارے اعمال میں سب سے بھتر نماز ھے۔ اور بلال (رض) کو "حی علی خیر العمل" کے ساتھ اذان کھنے کا حکم دیا۔ یہ روایت شفا میں منقول ھے۔ 62

حضرت علی بن الحسین علیھما السلام سے منقول روایات

الف) حاتم بن اسماعیل نے جعفر بن محمد سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ھے: علی ابن الحسین علیھما السلام جب اذان میں "حی علی الفلاح" کھتے تھے تو اس کے بعد "حی علٰی خیر العمل" بھی کھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یھی اذان اول ھے۔ 63

ھاں پر "اذان اول" کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذان کے علاوہ اور کسی اذان پر حمل کرنا صحیح نھیں ھے۔ 64

ب) اسی روایت کو حلبی، ابن حزم اور دوسرے راویوں نے بھی امام علی بن الحسین زین العابدین علیھما السلام سے نقل کیا ھے۔

ج) علی بن الحسین علیھما السلام سے روایت ھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب موذن کی اذان سنتے تھے تو اس کو دھراتے تھے۔ اور جب موذن "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علٰی خیر العمل" کھتا تو آپ (ص) "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کھتے تھے... الخ۔ 65

د) امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علی بن الحسین علیھما السلام سے روایت کی ھے کہ جب آپ "حی علی الفلاح" کھتے تھے تو اس کے بعد "حی علٰی خیر العمل" ضرور کھتے تھے۔ 66

حضرت محمد باقر علیہ السلام سے مروی احادیث

الف) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کلمہ "حی علی خیر العمل" اذان کا جز تھا۔ عمر بن خطاب نے حکم دیا کہ اس کے کھنے سے پرھیز کیا جائے۔ کھیں ایسا نہ ھو کہ لوگ جھاد سے رك جائیں اور نماز ھی پر اکتفا کرنے لگیں۔ 67

ب) حضرت ابی جعفر (امام محمد باقر) علیہ السلام سے منقول ھے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اذان "حی علی خیر العمل" کے ساتھ کھی جاتی تھی۔ اور ابوبکر کے زمانہ خلافت اور عمر کی خلافت کے اوائل میں بھی اذان میں یہ فقرہ رائج تھا۔ پھر عمر نے "حی علٰی خیر العمل" کے چھوڑنے اور اذان و اقامت سے حذف کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کھا: جب لوگ یہ سنیں گے کہ نماز "خیر العمل" (سب سے بھترین عمل) ھے تو جھاد کی بابت سستی اور اس سے روگردانی کرنے لگیں گے۔ 68

اسی طرح کی روایت حضرت جعفر بن محمد الصادق علیھما السلام سے بھی منقول ھے۔ 69

اور پھر گردش لیل و نھار کے ساتھ ساتھ "حی علی خیر العمل" صرف علویین، اھل بیت (ع) اور ان کے شیعوں کا شعار بن کر رہ گیا۔ یھاں تك کہ حسین بن علی جو "صاحب فتح" کے نام سے مشھور ھیں، کے انقلاب کا آغاز ھی اسی طرح ھوا کہ عبد اللہ بن حسین افطس گلدستۂ اذان پر چڑھ گئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطھر کے سرھانے واقع تھا، اور موذن سے کھا کہ "حی علٰی خیر العمل" کے ساتھ اذان کھو۔ موذن نے جب ان کے ھاتھ میں تلوار دیکھی تو ایسا ھی کیا۔ اور جب عمری (منصور کی طرف سے مدینہ کا گورنر) نے اذان میں "حی علٰی خیر العمل" سنا تو ماحول اپنے خلاف محسوس کیا، وہ دھشت زدہ ھوگیا اور چلایا: "دروازے بند کرو اور مجھے پانی پلاؤ......" 70

تنوخی نے ذکر کیا ھے کہ ابو الفرج نے خبر دی ھے کہ اس نے اپنے زمانہ میں لوگوں کو اپنی اذان میں "حی علٰی خیر العمل" کھتے ھوئے سنا ھے۔ 71

حلبی کا بیان ھے کہ بعض نے ذکر کیا ھے: آل بویہ کی حکومت میں رافضی حیعلات (حی علی الصلاۃ، و حی علی الفلاح) کے بعد "حی علی خیر العمل" کھتے تھے۔ جب سلجوقیہ کی حکومت آئی تو انھوں نے موذن سے "حی علٰی خیر العمل" کھنے کو منع کردیا، اور حکم دیا کہ صبح کی اذان میں اس کی جگہ پر دو مرتبہ "الصلاۃ خیر من النوم" کھا جائے۔ یہ 448 ھجری کی بات ھے۔ 72

---

44. السنن، بیھقی: 1/ 624، حدیث نمبر: 1991

45. السنن، بیھقی: 1/ 624، حدیث نمبر: 1991

46. السنن، بیھقی: 1/ 244۔ دلائل الصدق: ج/3، قسم/ 2، ص/100، بحوالہ مبادی الفقہ الاسلامی: 38، بحوالہ شرح تجرید، جس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ھے اور "شفاء" میں اس کو نقل کیا ھے۔ جیسا کہ صعدی نے "جواھر الاخبار والآثار المستخرجۃ من لجۃ البجر الذخار"، کی جلد/2، ص192، پر نقل کیا ھے۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

47. السنن، بیھقی: 625، مطبع: دار الکتب العلمیہ، لبنان۔
48. السنن، بیھقی:: 1/ 460
49. السنن، بیھقی: 1/ 145، اور مصنف عبد الرزاق کا حاشیہ: 1/ 460
50. السنن، بیھقی: 1/ 425
51. دلائل الصدق: ج/3، قسم /2، ص/100، بحوالہ مبادی الفقہ الاسلامی: 38، سن طباعت 1354 ھجری۔
52. مجمع الزوائد: 1/ 330۔ طبرانی کی کتاب الکبیر کے حوالہ سے۔ مصنف عبدالرزاق: 1/ 460، حدیث نمبر: 1786۔ سنن بیھقی: 1/ 625، حدیث نمبر: 1994۔ منتخب الکنز، حاشیہ مسند: 3/ 276۔ ابی شیخ کی کتاب "کتاب الاذان" کے حوالہ سے۔دلائل الصدق، ج/3، قسم/2، ص/99
53. رجوع کریں، الموطاء، مالك: 46۔ سنن دارقطنی۔ مصنف عبدالرزاق: 1/ 474، 574، حدیث نمبر: 1994۔ نمبر 1827، 1829، 1832۔ منتخب عبدالرزاق حاشیۂ مسند: 3/ 278۔ اس میں ھے کہ یہ کھا کہ یہ بدعت ھے۔ ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ۔
54. منتخب کنز العمال، حاشیۂ مسند: 3/ 276۔ دلائل الصدق: ج/3، قسم/2، ص/99، بحوالہ کنز
55. بحر ذخار: 2/ 192، جواھر الاخبار والآثار: حاشیہ/ 192
56. میزان الاعتدال، ذھبی: 1/ 139۔ لسان المیزان، عسقلانی 1/ 268
57. میزان الاعتدال، ذھبی: 1/ 139۔ لسان المیزان، عسقلانی 1/ 268
58. امام صادق و مذاھب اربعہ: 5/ 382
59. السیرۃ الحلبیہ۔ باب الاذان: 2/ 98، مطبع: مکتبۃ الاسلامیہ
60. دلائل الصدق: ج/3، قسم/2، ص/100، بحوالہ مبادی الفقہ الاسلامی: 38۔ سن طباعت 1354 ھجری، المحلی: 3/ 160
61. رجوع کریں: وسائل الشیعہ: 4/ 245، باب کیفیت اذان، حدیث نمبر: 12، جامع احادیث الشیعہ۔ قاموس الرجال
62. جواھر الاخبار والآثار المسترجہ من الحجة البحر الزخار: 2/ 191۔ امام صادق ع. اور مذاھب اربع: 284/5
63. سنن بیھقی: 1/ 625، حدیث نمبر: 1993، دلائل الصدق: 3/ قسم/2، ص/100، بحوالہ مبادی الفقہ الاسلامی: 38، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ، جواھر الاخبار والآثار: 2/ 192
64. دلائل الصدق: 3، قسم/2، ص/100، بحوالہ مبادی الفقہ الاسلامی: 38
65. دعائم الاسلام: 1/ 145۔ بحار الانوار: 84/ 179
66. جواھر الاخبار والآثار، صعدی: 2/ 192
67. البحر الزخائر، جواھر الاخبار والآثار دونوں کے حاشیہ پر.: 2/ 192
68. دعائم الاسلام : 1/ 142۔ بحار الانوار: 84/ 156
69. دعائم الاسلام : 1/ 142۔ بحار الانوار: 84/ 156
70. مقاتل الطالبین: 1446
71. نشوار المحاضرات: 2/ 133
72. نشوار المحاضرات: 2/ 133

"حی علیٰ خیر العمل " کے جزء اذان ھونے کے سلسلہ میں علماء کے نظریات

شیعہ علماء اور فقھاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اھل بیت علیھم السلام سے وارد روایتوں پر عمل کرتے ھوئے قائل ھیں کہ "حی علی خیر العمل" اذان و اقامت کا جز ھے اور اس کے بغیر اذان و اقامت صحیح نھیں ھے۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

انهیں علماء میں سے شیخ مفید (رح) 73ور سید مرتضیٰ (رح) بھی ھیں۔ سید مرتضیٰ (رح) اپنی کتاب "الانتصار" میں یوں رقمطراز ھیں: "ومما انفردت بہ الا مامیہ ان تقول فی الاذان والاقامة بعد قول "حی علٰی الفلاح" "حی علیٰ خیر العمل" والوجہ فی ذلك اجماع الفرقہ المحقة علیہ"

ترجمہ: "امامیہ کا دوسرے فرقوں سے ایك امتیاز یہ ھے کہ وہ اذان اور اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد "حی علٰی خیر العمل" کھتے ھیں۔ اور اس کی وجہ یہ ھے کہ فرقہ حقہ کا اس پر اجماع ھے"۔

اس کے بعد سید مرتضیٰ (رح) فرماتے ھیں: اھل سنت نے یہ روایت کی ھے کہ یہ فقرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے کچھ دنوں بعد تك اذان میں شامل تھا پھر یہ حکم منسوخ ھوگیا اور یہ فقرہ ھٹا دیا گیا۔ 74

(مندرجہ بالا روایت سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ اھل سنت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے اوائل میں "حی علٰی خیر العمل" کے وجود کے قائل ھیں لیکن بعد میں اس کے منسوخ ھونے کا دعویٰ کرتے ھیں۔) اور جو بھی اس کے نسخ کا دعویٰ کرتا ھے اس کے لئے ضروری ھے کہ اس کے سلسلہ میں دلیل پیش کرے۔ لیکن ان لوگوں کے پاس اس کی کوئی دلیل نھیں ھے۔ 75

انھیں علماء میں شیخ طوسی (رح) 76 قاضی عبد العزیز بن براج، طرابلسی (رح) 77ابن ادریس حلی (رح) 78علامہ حلی (رح) 79محقق اردبیلی (رح) 80 شیخ یوسف بحرینی (رح) 81 اور شیخ محمد حسن نجفی رح وغیرہ بھی شامل ھیں۔

شیخ محمد حسن نجفی رح فرماتے ھیں:"وکیف کان، فا لاذان علی الاشھر... الخ" بھر حال ھمارے نزدیك مشھور ترین قول کی بنیاد پر اذان، فتویٰ ھے۔ اور اگر اس کی دلیل میں کوئی ایسی روایت نہ بھی ھو جو بھت مشھور ھو تب بھی ھم اس پر اجماع کا دعویٰ کرسکتے ھیں۔ بلکہ "مدارك" میں آیا ھے کہ "اس پر فقھاء کا اجماع ھے اور اس میں ھمارا کوئی مخالف نھیں ھے۔" علامہ حلی (رح) نے "تذکرہ" اور نھایة الاحکام" سے حکایت شدہ قول میں اس کی نسبت "فقھاء شیعہ" کی طرف دی ھے۔ اور شھید اول نے "ذکریٰ" میں کھا ھے کہ اصحاب اس پر عمل کرتے چلے آرھے ھیں۔ اور مسالك میں ھے کہ شیعہ اور فقھاء شیعہ سب اس سلسلہ میں متحد ھیں۔ بلکہ "غنیة" کی عبارت سے ظاھر ھوتا ھے کہ اذان کی اٹھارہ فصلوں پر اجماع قائم ھے یعنی اس کی فصلیں نہ اٹھارہ سے کم ھیں اور نہ زیادہ۔

چار مرتبہ تکبیر، توحید کی گواھی، پھر رسالت کی گواھی، پھر حی علی الصلاة، پھر حی علی الفلاح، پھر حی علی خیر العمل، پھر تکبیر اور اسکے بعد تھلیل (لا الٰہ الا اللہ)۔ ان میں سے ھر فصل دو دو بار۔ بلکہ "معتبر" اور "تذکرہ" میں اس کے علاوہ "ناصریات" سے حکایت کئے گئے قول کی بنیاد پر، نیز بحار اور "منتھی" میں اذان کے آخر میں دو مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" ھونے پر اجماع کا دعویٰ کیا گیا ھے۔ اور "منتھی" میں اذان کے شروع میں چار مرتبہ تکبیر پر بھی اجماع کا دعویٰ کیا گیا ھے۔

اقامت کی فصلوں کے سلسلہ میں فقھاء کے درمیان عظیم شھرت یہ ھے، بلکہ "تذکرہ" میں شھرت کی نسبت فرقۂ امامیہ، اور منتھی و نھایہ میں اس کی نسبت علماء شیعہ کی طرف دی گئی ھے، "مھذب" سے حکایت شدہ قول کے مطابق فقھاء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نھیں ھے، اور شھید نے "ذکریٰ" میں کھا ھے کہ فقھاء اسی پر عمل کرتے چلے آرھے ھیں۔ اور صاحب مسالك نے کھا ھے کہ ایك گروہ اس پر عمل پیرا رھا ھے کہ اقامت کی تمام فصلیں دو دو مرتبہ ھیں۔ "حی علٰی خیر العمل" اور تکبیر کے درمیان دو مرتبہ "قدقامت الصلاة" کا اضافہ ھے۔ اور آخر سے ایك مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" ساقط ھے۔ اس طرح اس کی سترہ فصلیں ھوگئیں۔ 82

"حی علی خیر العمل" کے اذان سے نکالنے کی وجہ

اب تك کی بحث سے یہ ثابت ھوگیا کہ "حی علی خیر العمل" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اذان و اقامت کا جز تھا۔ خلیفہ ثانی نے اپنی خلافت کے دوران لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ خیر عمل، راہ خدا میں جھاد ھے۔ تاکہ لوگ جھاد کی طرف راغب ھوں اور اپنی پوری کوشش اسی میں صرف کریں۔ اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ پانچوں وقت، نماز کے خیر عمل ھونے کی صدا ان کے مشن کے منافی ھے۔

بلکہ انھیں خوف پیدا ھوگیا کہ اگر یہ فقرہ اذان میں باقی رہ گیا تو لوگ جھاد سے رو گردانی کریں گے۔ کیونکہ جب لوگوں کو یہ معلوم ھوگا کہ نماز خیر عمل (سب سے اچھا عمل) ھے جب کہ اس میں سلامتی و سکون بھی ھے تو حصول ثواب کے لئے صرف اسی پر اکتفا کریں گے اور جھاد، جو کہ نماز سے کمتر درجہ رکھتا ھے، کا خطرہ مول لینے سے پرھیز کریں گے۔

لھذا انھوں نے مقدس، شرعی قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے اس (خود ساختہ) مصلحت کو مقدم کرتے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہوئے اس فقرہ کو اذان سے نکال دیا۔ (جیسا کہ قوشجی، جو کہ فرقۂ اشاعرہ کے علماء کلام کے ائمہ میں سے ہیں، نے شرح تجرید کی بحث امامت کے آخر میں وضاحت کی ہے۔)
چنانچہ خلیفہ ثانی نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: تین چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھیں اور میں ان سے منع کرتا ہوں، اور ان کو حرام قرار دیتا ہوں۔ اگر کوئی ان کو انجام دے گا تو میں اسے سزادوں گا "عورتوں سے متعہ کرنا، حج تمتع انجام دینا اور اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنا۔
قوشجی نے اس کی اس طرح توجیہ کی ہے کہ اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد کی دوسرے سے مخالفت کرنا بدعت نہیں ہے۔ 83
ابن شاذان اہل سنت و الجماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور ابوبکر کی خلافت کے زمانہ میں نیز خلافت عمر کے اوائل تک اذان میں "حی علٰی خیر العمل" کہا جاتا تھا ...عمر بن خطاب نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ "حی علی خیر العمل" کو سن کر لوگ نماز پر تکیہ کرلیں گے اور جہاد کو چھوڑ دیں گے۔ لٰہذا انھوں نے اذان سے "حی علی خیر العمل" کو نکالنے کا حکم دے دیا۔ 84
عکرمہ سے روایت ہے: حضرت عمر نے "حی علٰی خیر العمل" کو اذان سے خارج کرنے کا ارادہ اس احتمال کے تحت کیا کہ لوگ نماز پر اکتفا کرتے ہوئے جہاد کو ترک کردیں گے۔ اسی وجہ سے اس کو انھوں نے اذان سے حذف کردیا۔ 85
"ابن حاجب" کی کتاب "مختصر الاصول" کی شرح کے حاشیہ میں سعد الدین تفتا زانی نے ذکر کیا ہے کہ "حی علٰی خیر العمل" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھا، حضرت عمر نے لوگوں کو حکم دیا کہ اسے اذان میں نہ کہیں، اس خوف سے کہ کہیں لوگ جہاد سے رو گردان ہوکر صرف نماز ہی پر اکتفا نہ کر بیٹھیں۔ 86
اس سلسلہ میں پہلا اشکال تو یہ ہے کہ اگر یہ فقرہ لوگوں کی جہاد سے سستی کا سبب تھا تو اصلاً شروع ہی سے نہیں ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ یہ خطرہ دائمی تھا۔ اور اسی بنیاد پر اہل سنت نے اس کو آج تک چھوڑ رکھا ہے۔
دوسرے یہ کہ قیصر و کسریٰ کی سوپر پاور طاقتوں کے نیست و نابود ہونے کی بشارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ لہذا اگر اس جملہ سے کوئی خطرہ تھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہونا چاہئے تھا، نہ کہ ان کے بعد کسی کو۔
تیسرے یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں میدان جنگ میں صحابہ کی بلند ہمتی اس گمان کو باطل کردیتی ہے کہ اس سے خطرہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جنگ کیا کرتے تھے۔ اور "حی علی خیر العمل" نے ان کے اندر سستی پیدا نہیں ہونے دی۔ اس کی وضاحت خود قرآن کریم نے فرمائی ہے۔ 87
فرقۂ اشاعرہ میں سے علم کلام کے جانے مانے عالم قوشجی کی یہ توجیہ کہ "اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد کی دوسرے سے مخالفت، بدعت نہیں ہے 88، قطعاً نادرست ہے۔ کیونکہ در حقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مرضی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ وحی کے اشاروں پر گفتگو فرماتے تھے (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی) 89
سید شرف الدین اس کلام کی توجیہ میں کہتے ہیں:
"اس کلام کی توجیہ یہ ہے کہ خلیفۂ ثانی نے یہ گمان کیا کہ لوگ جب نماز کے بہترین عمل ہونے کی صدا سنیں گے تو نماز پر اکتفا کرلیں گے اور جہاد کو ترک کردیں گے۔ جیسا کہ خود خلیفۂ ثانی نے بھی اس سلسلہ میں تصریح کی تھی۔ اور قوشجی کا یہ بیان کہ "اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد کی دوسرے سے مخالفت بدعت نہیں ہے" بالکل نادرست ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں نص فرمائی ہے نا کہ اپنا اجتہاد پیش کیا ہے۔ اور نص کی مخالفت جائز نہیں ہے اس لئے کہ مکلفین کے افعال سے متعلق، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے صادر ہونے والے احکام کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حلال محمدی قیامت تک کے لئے حلال ہے اور حرام محمدی قیامت تک کے لئے حرام۔ اور اسی طرح دوسرے تمام احکام قیامت تک کے لئے ثابت ہیں چاہے وہ احکام وضعی 90 ہوں یا تکلیفی۔ 91
اور اس پر تمام مسلمانوں کا اسی طرح اجماع ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر۔ اور اس کے خلاف کسی نے ایک حرف بھی کہنے کی ہمت نہیں کی ہے۔
اور قرآن کریم نے اس حقیقت کی وضاحت کی ہے، ارشاد ہوتا ہے:
(وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب) 92
ترجمہ: اور جو کچھ بھی رسول تمھیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کردیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو کہ اللہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سخت عذاب کرنے والا ھے۔
دوسری جگہ ارشاد ھوتا ھے:
(وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضیٰ الله ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص الله ورسولہ فقد ضل ضلالا مبیناً) 93
ترجمہ: اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نھیں ھے کہ جب خدا اور رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ھوئی گمراھی میں مبتلا ھوگا۔
ایك اور جگہ خداوند عالم کا ارشاد ھے:
(فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً ممّا قضیت ویسلموا تسلیماً) 94
ترجمہ: پس آپ کے پروردگار کی قسم ھے کہ یہ ھرگز صاحب ایمان نہ بن سکیں گے جب تك کہ آپ کو اپنے اختلاف میں حکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سراپا تسلیم ھوجائیں۔
یہ بھی ارشاد ھے:
(انہ لقول رسول کریم ذی قوة عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین) 95
ترجمہ: بے شك یہ ایك معزز فرشتہ کا بیان ھے۔ وہ صاحب قوت ھے اور صاحب عرش کی بارگاہ کا مکین ھے۔ وہ وھاں قابل اطاعت اور پھر امانتدار ھے۔
پھر یوں ارشاد ھوتا ھے:
(انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون تنزیل من رب العالمین) 96
ترجمہ: یہ ایك محترم فرشتہ کا بیان ھے۔ اور یہ کسی شاعر کا قول نھیں ھے۔ ھاں تم بھت کم ایمان لاتے ھو۔ اور کسی کاھن کا کلام نھیں ھے جس پر تم بھت غور کرتے ھو۔ یہ رب العالمین کا نازل کردہ ھے۔
خدا کا یہ بھی قول ھے:
وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القویٰ) 97
ترجمہ: اور وہ اپنی خواھش سے کلام بھی نھیں کرتا ھے۔ اس کا کلام وحی ھے، جو مسلسل نازل ھوتی رھتی ھے۔ اسے نھایت طاقت والے نے تعلیم دی ھے۔
پروردگار کا یہ بھی بیان ھے:
(لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید) 98
ترجمہ: جس کے قریب، سامنے یا پیچھے، کسی بھی طرف سے باطل کا گذر بھی نھیں ھوسکتا ھے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ھوئی کتاب ھے۔
جو بھی ان آیات پر ایمان رکھتا ھے یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتا ھے اس کو یہ حق نھیں ھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ نصوص سے بال برابر بھی رو گردانی کرے۔ اور ایسے لوگوں سے خدا کی پناہ جو حد سے گذر جاتے ھیں اور تاویلوں کا سھارا لیتے ھیں۔ 99

"حی علی خیر العمل" کے جزء اذان ھونے پر مزید تاکید
زرکشی نے بحر المحیط میں رقم کیا ھے: اس میں اسی طرح اختلاف ھے جس طرح اور دوسروی چیزوں میں۔ ابن عمر جو اھل مدینہ کا سردار تھا، اذان کو جدا جدا کھنے کا قائل تھا اور اذان میں "حی علی خیر العمل" کھتا تھا۔ 100
کتاب سنان کے الفاظ یہ ھیں: "الصحیح ان الاذان شرع بحی علٰی خیر العمل" درست یہ ھے کہ شریعت اسلامی میں اذان "حی علی خیر العمل" کے ساتھ شروع ھے۔ 101
روض النضیر میں ھے: بھت سے مالکی، حنفی اور شافعی علماء کھتے ھیں کہ "حی علی خیر العمل" اذان کا جز تھا۔ 102
شوکانی "کتاب الاحکام" سے نقل کرتے ھوئے رقمطراز ھیں: ھمارے لئے یہ ثابت ھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں "حی علی خیر العمل" اذان کا جز تھا اور اسی کے ساتھ اذان کھی جاتی تھی۔ اور یہ سلسلہ حضرت عمر کے زمانہ تك جاری رھا انھوں نے اس کو حذف کردیا۔ 103
گذشتہ گفتگو سے یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ "حی علٰی خیر العمل" کا فقرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت

ابوبکر کی خلافت کے دوران اور حضرت عمر کی خلافت کے شروع میں اذان میں موجود تھا یہاں تک کہ حضرت عمر نے اپنے اجتہاد سے اس کو حذف کردیا۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس فقرہ کو حذف کرنے میں مصلحت تھی تو اب، جب کہ وہ مصلحت باقی نہیں رہی، کس جواز کے تحت اس کو ترک کیا جارہا ہے!!

اور ہم سب، رسول وآل رسول علیہم السلام کی سنت کی طرف کیوں نہیں پلٹ جاتے؟!

نتیجہ

گزشتہ دلیلوں اور تمام شواھد کے ذریعہ یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ "حی علی خیر العمل" اذان و اقامت کا جز تھا۔ اس کی یہ جزئیت خلیفۂ اول اور خلیفۂ دوم کی خلافت کے ابتدائی دور تک بھی رائج رہی۔

پھر خلیفۂ ثانی نے بیجا دلیلوں کا سہارا لیتے ہوئے اس کو حذف کرنے کا حکم دے دیا جب کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو تثبیت فرما چکے تھے۔

----

73. المقنعہ، شیخ مفید: باب فصول الاذان والاقامہ

74. المدونۃ الکبریٰ: 1/ 75، بدایۃ المجتھد: 1/ 121

75. الانتصار، سید مرتضیٰ موسوی: مسئلہ نمبر: 35

76. الخلاف، شیخ طوسی: 1/ 278، اور 279، کتاب الصلاۃ، مسئلہ نمبر: 19، 20

77. المھذب، قاضی ابن براج: 1/ 88، باب اذان و اقامت

78. السرائر، ابن ادریس حلی: 1/ 213، کتاب الصلاۃ، احکام اذان و اقامت.

79. تذکرۃ الفقھاء، علامہ حلی: 3/ 41: مسئلہ نمبر: 156، عدد فصول اذان و اقامت

80. مجمع الفائدہ والبرھان، محقق اردبیلی: 2/ 170، کتاب الصلاۃ، کیفیت اذان و اقامت .

81. الحدائق الناضرۃ، شیخ یوسف بحرانی: 7/ 362، فصول اذان اقامت .

82. جواھر الکلام، شیخ محمد حسن نجفی: 9/ 81، 82، اذان و اقامت کی فصلوں کے بارے میں .

83. شرح التجرید، فاضل قوشجی

84. الایضاح: 201/ 202

85. بحار الانوار: 84/ 130- علل الشرائع: 2/ 56

86. دلائل الصدق: 3- قسم، /2/، ص/100، بحوالۂ مبادی الفقہ الاسلامی: 38- سیرۃ المصطفیٰ، سید ہاشم معروف: 274، بحوالۂ الروض النضیر: 2/ 42

87. سورۂ توبہ: 111، 112

88. شرح تجرید، فاضل قوشجی: 484

89. سورۂ نجم: 3، 4

90. جیسے صحت و بطلان، مترجم.

91. جیسے وجوب و حرمت مترجم.

92. سورۂ حشر:7

93. سورۂ احزاب: 36

94. سورۂ نساء: 65

95. سورۂ تکویر: 19 تا 21

96. سورۂ حاقہ: 40 تا 43

97. سورۂ نجم: 3تا 5

98. سورۂ فصلت: 42

99. نص اور اجتہاد، سید شرف الدین عاملی: مقدمۂ کتاب
100. الروض النضیر: 1/ 542
101.الروض النضیر: 1/ 542
102. الروض النضیر: 1/ 542
103. نیل الاوطار: 2/ 32

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com